معارف الحدیث

مولانا محمد منظور نعمانی رحمتہ اللہ علیہ

لباس کے احکام وآداب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے اور کھانے پینے وغیرہ زندگی کے سارے معمولات کے بارے میں احکام وآداب کی تعلیم دی اور بتلایا کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے، یہ صحیح ہے اور یہ غلط یہ مناسب ہے اور یہ نامناسب اسی طرح لباس اور کپڑے کے استعمال کے بارے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح ہدایات دیں۔

اس باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وہدایات کی اساس وبنیاد سورہ اعراف کی یہ آیت ہے:

يٰبَنِيٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاساً يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشاً وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ

(الاعراف۔ع ۳)

ترجمہ: اے فرزندانِ آدم ہم نے تم کو پہننے کے کپڑے عطا کیے جن سے تمہاری ستر پوشی ہو اور تجمل وآرائش کا سامان اور تقویٰ والا لباس تو سراسر خیر اور بھلائی ہے۔

اس آیت میں لباس کے دو خاص فائدے ذکر کیے گئے ہیں۔ ایک ستر پوشی یعنی انسانی جسم کے ان حصوں کو چھپانا جن پر غیروں کی نظر نہیں پڑنی چاہیے اور دوسرے زینت وآرائش یعنی یہ کہ دیکھنے میں آدمی بھلا اور آراستہ معلوم ہو اور جانوروں کی طرح ننگ دھڑنگ نہ پھرے۔

آخر میں فرمایا گیا ہے ''وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ'' یعنی اللہ کے نزدیک اور فی الحقیقت وہ لباس اچھا ہے اور سراسر خیر ہے جو خدا ترسی اور پرہیزگاری کے اصول سے مطابقت رکھتا ہو اس میں اللہ کی ہدایت اور اس کے احکام کی خلاف ورزی نہ کی گئی ہو، بلکہ اس کی نازل کی ہوئی شریعت کے مطابق ہو۔ ایسا ہر لباس بلاشبہ سراسر خیر ونعمت اور شکر کے ساتھ اس کا استعمال قربِ الٰہی کا وسیلہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سلسلہ کے ارشادات اور ذاتی معمولات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس باب کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا بنیادی نقطہ یہی ہے کہ لباس ایسا ہو جس سے ستر پوشی کا مقصد حاصل ہو اور دیکھنے میں آدمی باجمال اور باوقار معلوم ہو۔ نہ تو ایسا ناقص ہو کہ ستر پوشی کا مقصد ہی پورا نہ ہو اور نہ ہی ایسا گندہ یا بے تکا ہو کہ بجائے زیب وزینت کے آدمی کی صورت بگاڑ دے اور دیکھنے والوں کے دلوں میں تنفر وتوحش

پیدا ہو اسی طرح یہ کہ آرائش وزیبائش کے لیے افراط اور بے جا اسراف بھی نہ ہو، علیٰ ہذا شان وشوکت کی نمائش اور برتری کا اظہار وتفاخر بھی مقصود نہ ہو، جو مقام عبدیت کے بالکل ہی خلاف ہے، اسی طرح یہ کہ مرد ریشمی کپڑا استعمال نہ کریں، یہ سونے چاندی کے زیورات کی طرح عورتوں کے لیے مخصوص ہے اور یہ کہ مرد خاص عورتوں والا لباس پہن کر نسوانی صورت نہ بنائیں اور عورتیں مردوں والے مخصوص کپڑے پہن کر اپنی نسوانی فطرت پر ظلم نہ کریں۔

اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ہدایت فرمائی کہ جن بندوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو انھیں چاہیے کہ اس طرح رہیں اور ایسا لباس پہنیں جس سے محسوس ہو کہ ان پر ان کے رب کا فضل ہے۔ یہ شکر کا ایک شعبہ ہے لیکن بے جا تکلف واسراف سے پرہیز کریں، اسی کے ساتھ اس کا بھی لحاظ رہے کہ غریب ونادار بندوں کی دل شکنی اور ان کے مقابلہ میں تفوق وبالاتری کی نمائش نہ ہو۔ نیز یہ کہ ہر لباس کو اللہ تعالیٰ کا خاص عطیہ سمجھیں اور اس کے شکر کے ساتھ استعمال کریں۔ بلاشبہ ان احکام وہدایات کی تعمیل کے ساتھ ہر لباس کا استعمال ایک طرح کی عبادت اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا وسیلہ ہوگا۔

اس تمہید کے بعد اس سلسلہ کی حدیثیں درج ذیل ہیں۔

لباس نعمتِ خداوندی اور اس کا مقصد:

عَنْ اَبِیْ مَطَرٍ اَنَّ عَلِیًّا اِشْتَرٰی ثُوبًا بثلة دَرَا هِمَ فَلَمَّا لَبِسَهٗ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَزَ قنِي مِنَ الرِّیَاشِ مَا اَتَجَمَّلُ بِهٖ فِی النَّاسِ وَاُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهُ صَلَّی اللّٰه علیه وَسَلَّم عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ. (رواه احمد)

ترجمہ: ابو مطر تابعی سے روایت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تین درہم میں ایک کپڑا خریدا اور جب اسے پہنا تو کہا: حمد وشکر ہے اس اللہ کے لیے جس نے مجھے یہ لباس زینت عطا فرمایا جس سے میں لوگوں میں آرائش حاصل کرتا ہوں اور اپنی ستر پوشی کرتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ (کپڑا پہن کر) اسی طرح ان ہی الفاظ میں اللہ کی حمد وشکر کرتے تھے۔ (مسند احمد)

تشریح: جامع ترمذی میں قریب قریب اسی مضمون کی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے ان دونوں حدیثوں سے اور ان کے علاوہ بھی متعدد احادیث سے معلوم ہوا کہ لباس اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اس کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اس کا اصل مقصد ستر پوشی اور تجمل وآرائش ہے۔

بے پردہ اور بے ڈھنگے لباس کی ممانعت:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَاکُلَ الرَّ جُلُ بِشِمَالِهٖ اَوْاَنْ یَمْشِیَ

فِیْ نِعْلٍ وَّاحِدَۃٍ وَّاَنْ یَّشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ اَوْیَحْتَبِیَ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ کَاشِفًا عَنْ فَرْجِہٖ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس سے کہ آدمی بائیں ہاتھ سے کھائے، یا صرف ایک پاؤں میں جوتی پہن کر چلے اور اس سے بھی منع فرمایا کہ آدمی صرف ایک چادر اپنے اوپر لپیٹ کر ہر طرف سے بند ہو جائے یا ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھے اس طرح کہ اس کا ستر کھلا ہو۔ (صحیح مسلم)

تشریح: عربوں میں کپڑوں کے استعمال کے بعض طریقے رائج تھے اور ان کے لیے ان کی زبان میں بعض مخصوص الفاظ تھے، مثلاً ایک طریقہ یہ تھا کہ سارے جسم پر ایک چادر اس طرح لپیٹ لی کہ ہر طرف سے بند ہو گئے اور اس طرح بندھ گئے کہ ہاتھ بھی باہر نہیں نکل سکتا۔ اس کو اِشْتِمَالِ صَمَّاء کہا جاتا تھا۔ اس حدیث میں اس سے ممانعت فرمائی گئی ہے کیونکہ یہ ایک بے ڈھنگا طریقہ ہے اور آدمی اس میں ہر طرف سے بندھ جاتا ہے اور مثلاً ایک طریقہ یہ تھا کہ آدمی سرین زمین پر رکھ کے اور گھٹنے کھڑے کر کے بیٹھ جاتا اور بس ایک کپڑا اپنی کمر اور پنڈلیوں پر لپیٹ لیتا، اس میں ستر پوشی بھی نہ ہوتی (کیونکہ حصہ اسفل کھلا رہ جاتا) اس احتباء کہتے تھے، اس سے بھی اس حدیث میں ممانعت فرمائی گئی ہے۔ اسی طرح صرف ایک پاؤں میں جوتی پہن کر چلنے سے بھی ممانعت فرمائی گئی ہے، کیونکہ یہ بھی وقار کے خلاف اور بے ڈھنگے پن کی علامت ہے ہاں اگر کسی عذر کی وجہ سے ہو تو ظاہر ہے کہ وہ معذور ہوگا۔

عورتوں کے لیے زیادہ باریک لباس کی ممانعت:

عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِیْ بَکْرٍ دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہَا ثِیَابٌ رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْہَا وَ قَالَ یَااَسماء اِنَّ الْمَرْأَۃَ اِذَابَلَغَتِ الْمَحِیْضَ لَنْ یَّصْلُحَ اَنْ یُّرٰی مِنْہَا اِلَّا ھٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی وَجْہِہٖ وَ کَفَّیْہِ. (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (میری بہن) اسماء بنت ابی بکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور وہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کہا کہ: اے اسماء عورت جب بلوغ کو پہنچ جائے تو درست نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے سوائے چہرے اور ہاتھوں کے۔

(سنن ابی داؤد)

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو ایسا باریک کپڑا پہننا جائز نہیں جس سے جسم نظر آئے۔ ہاں چہرہ اور ہاتھوں کا کھلا رہنا جائز ہے یعنی باقی جسم کی طرح ان کو کپڑے سے چھپانا ضروری نہیں۔ یہاں ملحوظ رہے کہ اس حدیث میں عورت کے لیے ستر کا حکم بیان فرمایا گیا ہے۔ حجاب (پردہ) کا حکم اس سے الگ ہے اور وہ یہ ہے کہ بے ضرورت باہر نہ

گھومیں اور اگر ضرورت اور کام سے باہر نکلیں تو پردہ میں نکلیں۔ ستر اور حجاب شریعت کے یہ دو حکم ہیں اور ان کے حدود الگ الگ ہیں بعض حضرات کو ان میں اشتباہ ہو جاتا ہے۔ غالب گمان یہ ہے کہ حضرت اسماء کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آنے کے جس واقعہ کا اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے وہ حجاب (پردہ) کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔ کیونکہ اس حکم کے نازل ہونے کے بعد حضرت اسماء اس طرح آپ کے سامنے نہیں آسکتی تھیں۔ واللہ اعلم۔

امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے مؤطا میں اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ عنہا کا یہ واقعہ بھی نقل کیا ہے کہ ان کی بھتیجی حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر ان کے پاس آئیں اور وہ زیادہ باریک اوڑھنی (خمار) اوڑھے ہوئے تھیں، تو حضرت صدیقہ نے اس کو اتار کے پھاڑ دیا اور موٹے کپڑے کی خمار اوڑھا دی۔ ظاہر ہے کہ حضرت صدیقہ کا یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا۔

لباس میں تفاخر اور نمائش کی ممانعت:

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمِ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُھْرَۃٍ فِی الدُّنْیَا اَلْبَسَہُ اللّٰہُ ثَوْبَ مَذَلَّۃٍ یَومَ الْقِیٰمِۃِ. (رواہ احمد وابوداؤد وابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی دنیا میں نمائش اور شہرت کے کپڑے پہنے گا اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت ورسوائی کے کپڑے پہنائے گا۔

(مسند احمد، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ)

تشریح: حدیث میں ''ثوبِ شہرت'' سے مراد وہ لباس ہے جو اپنی شان وشوکت کی نمائش کے لیے اور لوگوں کی نظر میں بڑا بننے کے لیے پہنا جائے۔ ظاہر ہے کہ اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو لوگوں کی نظر میں علامہ یا بڑا مقدس بزرگ بننے کے لیے اس طرح کا خاص لباس تقدس پہنیں یا اپنی فقیری ودرویشی کی نمائش کے لیے ایسے کپڑے پہنیں جن سے لوگ ان کو پہنچا ہوا فقیر ودرویش سمجھیں۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ اس کا تعلق آدمی کے دل اور اس کی نیت سے ہے۔ ایک ہی کپڑا اگر نمود و نمائش کے لیے اور اپنی بڑائی کے مظاہرہ کے لیے پہنا جائے تو گناہ اور اس حدیث کا مصداق ہوگا اور وہی کپڑا اگر اس نیت کے بغیر پہنا جائے تو جائز اور بعض صورتوں میں موجب اجر وثواب ہوگا۔ اور چونکہ ہم بندوں کو کسی کی نیت اور دل کا حال معلوم نہیں اس لیے ہمارے لیے جائز نہ ہوگا کسی کے لباس کو نمود ونمائش اور ریاکاری کا لباس قرار دے کہ اس پر اعتراض کریں، ہاں اپنے دل، اپنی نیت اور اپنے لباس کا محاسبہ کرتے رہیں۔ یہی اس حدیث کا پیغام ہے۔

(مطبوعہ: معارف الحدیث، ج:۶، ص:۲۸۳......۲۹۰)